



میر تقی میر

1722 – 1810

میر تقی میر کا نام محمد تقی تھا۔ وہ اکبر آباد (آگرہ) میں پیدا ہوئے۔ نوعمری میں والد کے انتقال کے بعد میر دہلی آگئے۔ ان کی زندگی کا بیشتر وقت دہلی میں ہی گزرا۔ یہاں انھیں امر اور روسا کی سرپرستی حاصل رہی۔ جب دہلی میں سیاسی و سماجی انتشار بڑھا تو میر لکھنؤ چلے گئے اور باقی زندگی وہیں گزاری۔ وہیں ان کا انتقال ہوا۔

میر کلاسیکی اردو غزل کے ممتاز شاعر ہیں۔ سادہ عام فہم الفاظ میں سوز و گداز، رنج و غم کی کیفیات پیدا کرنے میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ میر کی شاعری فکر، اسلوب اور فن کی گہری اور بامعنی آمیزش سے عبارت ہے۔

میر نے اپنی غزلوں میں آپ بیتی کو جگ بیتی بنایا ہے۔ زبان کی سادگی، جذبات کی شدت اور احساسات کی تصویر کشی ان کی غزلوں کی اہم خصوصیات ہیں۔ میر کو خدائے سخن کہا جاتا ہے۔ میر کے فارسی میں ایک اور اردو میں چھ دیوان شائع ہوئے ہیں۔ غزلوں کے علاوہ شاعری کی دوسری اصناف میں بھی میر نے خوب جوہر دکھائے ہیں۔ ان کی مثنویوں میں 'بہارِ عشق'، 'شعلہٴ عشق' اور 'دریائے عشق' کو بہت شہرت ملی۔ انھوں نے اردو شعرا کا تذکرہ 'نکات الشعرا' اور اپنی سوانح حیات 'ذکرِ میر' کے عنوان سے لکھی ہیں۔



4901CH08

غزل

اشک آنکھوں میں کب نہیں آتا
لوہو آتا ہے جب نہیں آتا

ہوش جاتا نہیں رہا لیکن
جب وہ آتا ہے تب نہیں آتا

صبر تھا ایک مونسِ ہجرِ ایں
سو وہ مدت سے اب نہیں آتا

دل سے رخصت ہوئی کوئی خواہش
گریہ کچھ بے سبب نہیں آتا

عشق کو حوصلہ ہے شرطِ ارنہ
بات کا کسو ڈھب نہیں آتا

جی میں کیا کیا ہے اپنے اے ہم
پر سخن تا بہ لب نہیں آتا

دور بیٹھا غبارِ میرِ اس سے
عشق بن یہ ادب نہیں آتا

— میر تقی میر —



لفظ و معنی



| | | |
|---------|---|-----------------------|
| لوہو | : | (لہو) خون |
| مونس | : | دوست، اُنس رکھنے والا |
| ہجراں | : | جدائی |
| ارنہ | : | ورنہ |
| ڈھب | : | طریقہ، ڈھنگ |
| ہدم | : | ساتھی |
| سخن | : | بات، گفتگو، شعر |
| تالہ لب | : | ہونٹوں تک |
| غبار | : | خاک، مٹی |

غور کیجیے



- میر کی یہ غزل 'سہل متنع' کی مثال ہے۔ سہل متنع ایسے خیال، بیان یا کلام کو کہتے ہیں جو بہ ظاہر آسان ہو لیکن دراصل آسان نہ ہو۔
- پہلے شعر کے پہلے مصرعے میں لفظ 'کب' استعمال ہوا ہے، اسی کی صوتی مناسبت سے دوسرے مصرعے میں لفظ 'جب' ہے۔ 'کب' اور 'جب' قافیے کے الفاظ ہیں۔ بقیہ اشعار کے دوسرے مصرعوں میں بھی قافیے کی پابندی کی گئی ہے۔ تب، اب، سبب، ڈھب، لب اور ادب کی حیثیت قافیوں کی ہے۔

- قافیے کے فوراً بعد ہر شعر میں 'نہیں آتا' الفاظ آئے ہیں۔ یہ غزل کی ردیف ہے۔
- غزل کے پہلے شعر میں لفظ 'لو ہو' اور چوتھے شعر میں لفظ 'کسو' استعمال ہوا ہے، اب یہ الفاظ مستعمل نہیں ہیں اور ان کی جگہ 'لہو' اور 'کس کو' یا 'کسی' الفاظ مروج ہیں۔ ایسے الفاظ جواب مستعمل نہیں ہیں مگر وہ الفاظ کہلاتے ہیں۔
- غزل میں 'مونس' بھجراں، 'تابہ لب' اور 'غبارِ میر' تراکیب کا استعمال کیا گیا ہے۔

سوچیے اور بتائیے



- i. بھجر کے ایام میں کس کو مونس قرار دیا گیا ہے؟
 - ii. غم و الم کی شدت کو کن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے؟
 - iii. غبارِ میر کا دور بیٹھنا کس جذبے کو ظاہر کرتا ہے؟
 - iv. اس شعر میں کس جذبے کی تجسیم کاری کی گئی ہے؟
- صبر تھا ایک مونس بھجراں
سو وہ مدت سے اب نہیں آتا

پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے



- غزل میں لفظ 'تابہ لب' آیا ہے جس کے معنی ہیں 'ہونٹوں تک' یہاں 'تا' سے مراد 'تک' ہے۔ نیچے دیے گئے الفاظ کے معنی معلوم کر کے لکھیے اور انہیں جملوں میں استعمال کیجیے:

- i. تاحیات _____
- ii. تاحال _____
- iii. تاقیامت _____

iv. تاحدِ نظر _____

v. تاعمر _____

- درج ذیل جملوں کو غور سے پڑھیے ان میں کہی گئی بات جن اشعار میں پیش کی گئی ہے، اسے تلاش کر کے لکھیے:

i. ہوش کی موجودگی اور غیر موجودگی
کی بات کہی گئی ہے۔

ii. دل کی بات زبان تک نہ آنے کا
ذکر ہے۔

iii. رونے کا سبب بیان کیا گیا ہے۔

vi. عشق کے سلیقے کی بات کی
گئی ہے۔

v. جب دل میں جذبات کی یلغار ہو
تب اظہار کے لیے الفاظ زبان
تک نہیں آتے

- دیے گئے مصرعے کو غور سے پڑھیے:

بات کا کسو ڈھب نہیں آتا

مصرعے میں لفظ 'کسو' (کس کو) پر غور کیجیے۔ عام طور پر یہ لفظ سوالیہ جملے میں ہوتا ہے، مگر یہاں سوال کے طور پر نہیں بلکہ تعریف یا فخر کے لہجے میں کہا گیا ہے۔ ایسے جملے غیر استفہامیہ جملے ہوتے ہیں یعنی

بہ ظاہر تو سوال لگتے ہیں لیکن حقیقت میں سوال نہیں ہوتے ہیں۔ تحریر میں اس کا بیان علامت فجائیہ اور سوالیہ سے ہوتا ہے جب کہ گفتگو میں اس کا پتہ لہجے سے چلتا ہے۔ نیچے دیے گئے جملوں کو پڑھیے اور بتائیے کہ کون سا جملہ سوالیہ ہے اور کس جملے میں سوال نہیں بلکہ محض اظہار ہے:

- i. کیا بات ہے _____
- ii. کون نہیں جانتا _____
- iii. آپ کی کتاب کہاں ہے _____
- iv. کہاں تک بتاؤں _____
- v. کس نے تمہارا گانا نہیں سنا _____
- vi. تم نے یہ خط کس کو لکھا ہے _____
- vii. اُس کا نام کیا ہے _____



لسانی سرگرمی



• دیے گئے متروک الفاظ کے مروجہ الفاظ معلوم کر کے لکھیے:

- i. تلک _____
- ii. آوے _____
- iii. کاہے _____
- iv. یاں _____
- v. کاہے _____

- غزل کو دوبارہ پڑھیے اور درج ذیل الفاظ کے مترادفات تلاش کر کے لکھیے:

| | | | |
|-------|-------|-------|------|
| _____ | دوست | _____ | آنسو |
| _____ | بات | _____ | تمنا |
| _____ | سلیقہ | _____ | گرد |



گفتگو کیجیے



- اپنے ہم جماعت ساتھیوں سے گفتگو کیجیے اور یہ معلوم کیجیے کہ میر تقی میر کی غزل میں کون کون سی خوبیاں ملتی ہیں؟
- نیچے دیے گئے الفاظ سے کس جذبے یا کیفیت کا اظہار ہوتا ہے؟ اپنے دوستوں کے ساتھ گفتگو کیجیے اور ایسے اشعار تلاش کر کے لکھیے جن سے اس جذبے یا کیفیت کو ظاہر کیا گیا ہے:

درد: _____

ہجر: _____

بے بسی: _____



تخلیقی اظہار



- جی میں کیا کیا ہے اپنے اے ہمد
- پر سخن تا بہ لب نہیں آتا

اس شعر میں شاعر کا کہنا ہے کہ اس کے دل میں بہت سی باتیں ہیں جو اس کی زبان پر نہیں آرہی ہیں۔ کسی وقت پر آپ کے دل میں بھی کچھ باتیں ضرور رہی ہوں گی، جن کا اظہار زبان سے نہ کر پائے ہوں، انھیں ایک پیرا گراف میں تحریر کیجیے۔

- اپنے پسندیدہ شاعر کے کلام سے پانچ اشعار کا انتخاب کیجیے اور بتائیے کہ ان اشعار کی کن خصوصیات سے آپ متاثر ہوئے اور کیوں؟



عملی کام



- میرؔ کے کلام کو پڑھیے اور اپنے پسندیدہ اشعار سے ایک الہم تیار کیجیے۔
- لائبریری سے کسی دوسرے شاعر کی چھوٹی بحر کی غزلیں تلاش کر کے پڑھیے اور کمرہ جماعت میں سنائیے۔



اضافی مطالعہ



- مطلع ثانی اور غزل کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے۔ مطلع کے بعد اگر دوسرا مطلع بھی کہا جائے تو اسے مطلع ثالث مطلع ثانی کہیں گے اور اگر اس کے بعد بھی ایک اور مطلع کہا جائے تو وہ مطلع ثالث کہلائے گا۔ بہت سے شعرا نے ایسی غزلیں کہی ہیں، جن میں مطلع ثانی اور مطلع ثالث بھی ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر داغ کی غزل کے یہ اشعار:

تماشائے دیر و حرم دیکھتے ہیں تجھے ہر بہانے سے ہم دیکھتے ہیں

ہماری طرف اب وہ کم دیکھتے ہیں وہ نظریں نہیں جن کو ہم دیکھتے ہیں

زمانے کے کیا کیا ستم دیکھتے ہیں ہمیں جانتے ہیں جو ہم دیکھتے ہیں

- شعری صنعت شعری صنعت (Poetic device) سے مراد شاعری میں استعمال ہونے والے وہ فنی اور تکنیکی طریقے، الفاظ اور ترکیبیں ہیں جو کلام کو خوب صورتی، اثر انگیزی اور معنویت عطا کرتی ہیں، جیسے 'صنعت تضاد'، 'صنعت ایہام' وغیرہ۔

- غزلِ مسلسل عام طور پر غزل کے ہر شعر میں الگ الگ مضامین بیان کیے جاتے ہیں۔ لیکن غزل میں مربوط خیال پیش کرنے کی بھی گنجائش ہے۔ یعنی اگر شاعر چاہے تو پوری غزل میں ایک ہی بات کو پھیلا کر کہے۔ ایسی غزل کو 'غزلِ مسلسل' کہتے ہیں۔

- حسنِ تعلیل کلام میں کسی چیز یا کام کی کوئی ایسی وجہ بتانا جو دراصل اس کی اصل وجہ نہ ہو، 'حسنِ تعلیل' کہلاتا ہے۔ خواجہ حیدر علی آتش کے درج ذیل شعر پر غور کیجیے۔
چاند اور سورج نظامِ قدرت کے تحت چلتے رہتے ہیں لیکن شاعر نے ان کے مسلسل سفر کی وجہ محبوب کی تلاش بتائی ہے:

مری طرح سے مہ و مہر بھی ہیں آوارہ
کسی حبیب کی ہیں یہ بھی جستجو کرتے

آتش